© rasailojaraid.com

سید یونس الحسنی

ڈولے تو پھر قدم بہ قدم ڈولتے رہے

چراغِ مصطفوی سے شرار بولہبی کی ستیزہ کاری ازلی اور ابدی ہے۔ تاہم ثانی الذکر ہمیشہ ڈرپوکنا ثابت ہوا۔ ہر معرکے میں زمین سے ناک رگڑتا دکھائی دیا۔ اس کا رنگ اکھڑتا ہی رہا حتیٰ کہ یہ گام نزگھن اور زلچ ٹھہرا۔ ہم سمجھ بیٹھے کہ دشمن کی نگاہ ہر آن جوتی پر ہوتی ہے۔ وہ کبھی بھی عرفہ الحال نہیں ہو پاتا۔ اپنی قامت پر کھڑا نہیں رہ سکتا۔ پھر اس کا نرخرا بولنے لگتا ہے اور بس قصہ تمام۔ لیکن تغیرات زمانہ کو کیا کہئے کہ سب کچھ ہماری خام خیالی نکلی۔ ہم ایسے ہی مرکبات ناقصہ میں غوطہ زنی کرتے رہے اور وہ خانہ برانداز چمن نت نئے خالصے لگاتا رہا۔ ہم بھول گئے تھے کہ دشمن ڈاہی ہے، سخت ناقابل اعتبار ہے۔ بہ ایں ہمہ اسی پر رتجھتے رہے، رواداریوں کے پھول کلیاں نچھاور کرتے رہے۔ نوبت بہ ایں جارسید کہ وہ جو کبھی خاک سے ناک نہیں اٹھا پاتا تھا۔ آج ہمارے سروں کا تاج بن گیا۔ لڑتوں کے پیچھے اور بھاگتوں کے آگے رہنا ہمارا شعار ہو گیا ہے۔ اس رویے کو ہم نے روشن خیالی، جدت پسندی کا نام دے کر غیر کو اپنی نیا کا کھیون ہارا بنا لیا ہے۔ جس سے ناؤ کے ساتھ ہم خود بھی بری طرح ڈانواڈول ہیں۔

قومی معاملات میں ہمارے ڈولنے کی ایک پوری تاریخ ہے۔ طوالت سے گریز کرتے ہوئے چند مثالوں ہی کو سامنے رکھ لیجیے۔ مثلاً:

(۱) تحریک آزادیٔ وطن کے دوران ہم استعماریت سے پنجہ آزما بھی تھے اور اس سے عدل گستری کے خواہاں بھی رہے۔ نتیجتاً ہمیں وراثت میں تین فتنوں کی گھمبیرتا کا سامنا کرنا پڑا جو تادم تحریر جاری ہے۔

(الف) مسئلہ کشمیر (ب [redacted]

(۲) مصر برطانیہ جنگ میں فریق ثانی کی حمایت کرکے مصریوں کے دل چھلنی کر دیئے اور وہ زخم آج بھی تازہ ہیں۔

(۳) افغانستان کے معاملے میں امریکی دلال کا کردار ادا کر کے ہم نے پوری قوم افاغنہ کو غلامی کا تباہ کن تحفہ دیا اور خود ان کی نظر میں زار و زبوں ہو گئے۔

(۴) ہمارے کرتوتوں سے شہہ پا کر عراق کو پامال کر دیا گیا اور ہم مختلف دانشورانہ موشگافیوں پر اتراتے رہے۔ یہ کیفیات بد ابھی تک مو[redacted]

(۵) قومی شہہ دماغوں کی آراء کو روند کر ہم نے من چاہا راستہ اختیار کیا ہے جس پر ہر چھوٹے بڑے کو شکوک و شبہات تو ہیں

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

البتہ اطمینان پروراُمید دور دور تک محسوس نہیں ہوتی۔

(۶) ہمارے شہسوارانِ وطن مسٹر بش کی ہم نوائی میں اپنے ہی گھر والوں کو دہشت گرد، تخریب کار اور انتہا پسند قرار دے کر انہیں خاک وخون میں تڑپائے جا رہے ہیں۔ خون کی یہ ہولی ابھی تک جاری ہے اور خدا معلوم اس کا اختتام کب اور کس طرح ہوگا۔

یہیں پر بس نہیں ہم تو خیر سے اب اس قدر عقل مند ہو چکے ہیں کہ مبادیاتِ دینیہ میں بھی اپنے اشکالات کا اظہار کرنے لگے ہیں۔ مثلاً:

ایک سابق وزیراعظم نے کہا کہ ''اسلامی تادیبی سزائیں غیر انسانی ہیں''۔ موجودہ پردھان نے بھی اپنی روشن خیال، جدت پسند سوچ کا کھل کر اظہار کر دیا ہے۔ یوں تو وہ دینی طبقات کو اپنی تیز گفتاریوں کا ہدف بناتے ہیں مگر دینیات کے باب میں ان کی اتاترکی زبان جس طرح ہلارے لے رہی ہے' اس پر قابو پانے کی اشد ضرورت محسوس کی جا رہی ہے۔ ایسا نہ ہو کہ وقت اپنی رفتار سے گزر جائے اور بہت کچھ ہاں! بہت کچھ خواب وخیال ہو کر رہ جائے (خاکم بدہن) پرویز صاحب اپنی گستاخیوں سے سرزمین وطن پر مکروہات کی جن فصلوں کا بیج بو رہے ہیں' ان کا ثمر ور ہونا قوم ووطن کے لیے زہر ہلاہل کے سوا کچھ نہیں۔ کبھی آپ نے تنہائی میں اپنے فن سخن گفتنی اور اس کے مظاہر پر ٹھنڈے دل ودماغ سے غور کیا ہے کہ آپ کونسا راگ الاپ رہے ہیں' اس میں سرتال ہے بھی کہ نہیں؟ ہم نمونہ پیش کئے دیتے ہیں:

(۱) ''میں لوگوں کے ہاتھ کاٹ کر قوم کو ٹنڈا نہیں بنا سکتا۔''

(۲) ''جن کو داڑھی اور برقع پسند ہے' وہ انہیں اپنے گھر میں رکھیں۔''

(۳) ''پردہ کرنے والی عورتیں اسلام کی پسماندہ تصویر پیش کرتی ہیں۔''

(۴) ''عورتوں کو پردے میں رکھنا اسلام کی فرسودہ شکل ہے۔''

(۵) ''مذہبی انتہا پسندوں نے اعتدال پسند اکثریت کو یرغمال بنا رکھا ہے۔''

ہماری اقتداریہ کے مدارالمہام کا ڈولنا اور حالات کی موجوں پر بے طرح ہچکولے کھانا ملاحظہ فرمائیے۔ زبان اس قدر لڑکھڑانے لگی کہ سچ جھوٹ کی تمیز، غلط صحیح کی پہچان اور کھرے کھوٹے کا فرق ہی باقی نہیں رہا۔ مختلف کارنرز سے دینی حلقوں پر اس قدر طعن کیا جا رہا ہے کہ اب یہ کوئی بھول چوک نہیں بلکہ سوچی سمجھی سکیم لگنے لگی ہے۔ صدر پرویز صاحب کی طرف سے دینی قوانین کی بے تکلفانہ نفی پر جس قدر غمزدگی کا اظہار کیا جائے' کم ہے۔ ان سے بھی بے حجابانہ سوالات کئے جا سکتے ہیں کہ:

(۱) سعودی عرب میں قتل کے بدلے قتل کی سزا نافذ ہے کیا وہاں ساری آبادی موت کے گھاٹ اتر چکی ہے؟

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

(۲) چور کے ہاتھ کاٹنے کی سزا سختی سے نافذ العمل ہے تو کیا پورا سعودی عرب ٹنڈوں کی مملکت بن چکا ہے؟

معلوم ہوتا ہے کہ لوگوں کے پہلے دن سے خدشات درست ثابت ہو رہے ہیں کہ مسٹر پرویز مشرف کمال اتاترک کے اپاہج اور مادر پدر آزاد نظریات کے سچے اور کھرے مناد ہیں اور وہ دہشت گردی کے خلاف نام نہاد جنگ کا حصہ دار بن کر اس ملک میں سب کچھ کر گزرنا چاہتے ہیں۔ بش دوستی کی نحوست سے ملنے والا سنہری موقع وہ ضائع نہیں کرنا چاہتے۔ دینی طبقات کو چھیڑ چھاڑ کر اس کی طاقت آزمانا اور پوری قوت سے کچل دینا چاہتے ہیں۔ نئے مشین ریڈ ایبل پاسپورٹ میں سے مذہب کا خانہ ختم کرنا شاید اسی سلسلے کی کڑی ہوگی۔ پاکستان کا مطلب کیا لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کا نعرہ لگانے والی جماعت جو وطن عزیز کی ماں ہونے کا دعویٰ رکھتی ہے۔ کسی تھیٹر کی بے حجاب رقاصہ بنی خاموش تماشائی ہے۔ راقم کے نزدیک یہ بھول چوک نہیں، بغاوت ہے جس کی سزا ہمارا مقدر ہے۔ اک طرفہ تماشا ہے کہ زندگی کے ستاون سال ہم نے لٹکتے مٹکتے اور ڈولتے ہوئے گزار دیئے ہیں۔ جنوری ۲۰۰۵ء تک ایک تسلسل سے پھسلتے جا رہے ہیں اور خود کو سنبھالنے کے لیے بالکل ہاتھ پاؤں نہیں چلا رہے۔ ہماری تاریخ صرف اور صرف ڈولنے کی تاریخ ہے اور کہا جا سکتا ہے کہ:

لمحہ بہ لمحہ جھوٹ بہت بولتے رہے
ڈولے تو پھر قدم بہ قدم ڈولتے رہے

© rasailojaraid.com

مرکزِ احرار دار بنی ہاشم مہربان کالونی ملتان
کا ٹیلی فون نمبر تبدیل ہو گیا ہے۔ قارئین نوٹ فرما لیں۔
پرانا نمبر: 061-511961
نیا

© rasailojaraid.com